ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

قتیل شفائی کی نظموں کا نفسیاتی مطالعہ

Dr Zakia BiBi
Lecturer (Head of The Department) in Kalam BiBi International Women Institute Bannu
Sheema Akhtar
lecturer in Urdu at GGDC palosai.
Dr. Nuzhat Rauf
Urdu Demonstrator in university college for women,abdul wali khan university mardan

Abstract
This research explores the psychological dimensions in Qateel Shifai's poetry, focusing on how his personal hardships, such as childlessness and loss, shape his literary work. By analyzing his poems through psychoanalysis, the study reveals how unconscious motivations color his expressions of love, despair, and societal norms. The research also highlights Shifai's blend of romantic and nationalist themes, showcasing his unique artistic and psychological depth. Insights from scholars like Dr. Saleem Akhtar further elucidate the therapeutic potential and enduring legacy of Shifai's poetry.

قتیل کے یہاں جس طرح غزل میں نفسیاتی حوالے سے مختلف رنگ ملتے ہیں اسی طرح نظم بھی ان کی ان رنگوں سے خالی نہیں ہے اور یہی ایک کامیاب انسان کی شخصیت کا کمال ہے کہ وہ اپنے تخلیقات میں ہر رنگ شامل کر کے اس کے انوکھے پن کا ثبوت دے۔ اردو ادب کے کئی ایک شعرا و ادباء کی طرح قتیل شفائی کا شمار بھی ان خوش نصیبوں میں ہوتا ہے جنہیں اپنی زندگی میں ہی بہت سی دولت قدر و منزلت اور شہرت ملی، قتیل نے بچوں کا سک بھی دیکھا لیکن شروع میں بچوں کا پیدا ہوتے ہی مر جانے کا غم بھی قتیل نے جھیلا ہے اور اس سے بھی پہلے کی بات کہ جب قتیل کی شادی ہوئی اور کچھ عرصے تک ان کے یہاں اولاد جیسی نعمت کے اثرات نہیں تھے جن کی وجہ سے قتیل کے گھر والے اکثر پریشان رہتے اور قتیل نے بھی اس وقت محرومی کو شدت سے محسوس کیا تھا جس پر ان کی ایک نظم سامنے آتی ہے۔

ے کتنے ہی سال ستاروں کی طرح ٹوٹ گئے
میرے آنگن میں کوئی چاند جنم لے نہ سکا
ٹکٹکی باندھ کے افلاک پہ، روئی برسوں
آج تک کوئی بھی واپس مرا غم لے نہ سکا
وہ زمیں، جو کوئی پودا نہ اگل سکتی ہو
قاعدہ ہے کہ اسے چھوڑ دیا جاتا ہے(۱)

اسی حوالے سے مذید چند اشعار ملاحظہ ہو:

ے گھر میں ہر روز یہی ذکر، یہی شور سنا
شاخ سوکھے تو اسے توڑ دیا جاتا ہے
اسی نظم کے چند ایک مزید اشعار دیکھیں
ایک دو، تین، کہاں تک کوئی گنتا جائے
ان گنت سانس مہکتے ہیں میرے سینے پر
میرے لب پر کوئی نغمہ، کوئی فریاد نہیں
لوگ انگشت بدنداں ہیں میرے جینے پر

کتنے ہاتھوں نے ٹٹولا مری تنہائی کو
کوئی جگنو، کوئی موتی، کوئی تارا نہ ملا
کتنے جھولوں نے جھلایا مرے ارمانوں کو
دل میں سوئی ہوئی ممتا کو سہارا نہ ملا(۲)

قتیلؔ شفائی نے اپنی زندگی میں جن تکالیف کا سامنا کیا ہے ان سب کی جھلک ہمیں ان کی شاعری میں نظر آتی ہے۔ بقول ڈاکٹر سلیم اختر

"تخلیقی عمل کا نفسیاتی مطالعہ کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ لاشوری عوامل اور محرکات تخلیق کو مخصوص رنگ دیتے ہیں۔ ادب کے ساتھ ساتھ مصوری میں بھی اس نوع کی لاتعداد مثالیں ملتی ہیں جہاں خود کار تحریر کی مانند خود کار مصوری سے مریضوں نے شفا حاصل کر کے انسانی ذہن اور اعصاب پر لاشوعر کے گہرے اثرات کی توثیق کر دی۔ تخلیق لاشعور کی مرہون منت ہی نہیں بلکہ تخلیق کار اظہار، ابلاغ سے جو آسودگی حاصل کرتا ہے اس کے نفسیاتی فوائد ہیں۔"(۳)

قتیلؔ کی زندگی میں کئی ایک عورتوں نے وقتاً فوقتاً ان کی محبوبہ کا مسند سنبھالا۔ یہ مسرت کی یہ مدت بہت مختصر ہوا کرتی کیونکہ قتیلؔ کی شاعری میں خوش بھرے لمحات اور قربتوں کا ذکر بہت کم ہے۔ جب کہ مایوسی و نا امید اور مسلسل درد کی کیفیت زیادہ ان کی ایک نظم "آپ بیتی میں ہم ان کے پریشان اور بکھری ہوئی شخصیت" کو دیکھ سکتے ہیں۔

ے

مرے خوابوں کے شانوں میں اجالا نہ کرو
کہ بہت دور سویرا نظر آتا ہے مجھے
چھپ گئے ہیں مری نظروں سے خدوخالِ حیات
ہر طرف اکبر گھنیرا نظر آتا ہے مجھے
چاند تارے تو کہاں، اب کوئی جگنو بھی نہیں
کتنا شفاف اندھیرا نظر آتا ہے مجھے(۴)

اسی نظم کے کچھ اشعار اور ملاحظہ ہوں:

ے

تم نے راتوں میں ستارے تو ٹٹولے ہوں گے
میں نے راتوں اندھیرے ہی اندھیرے دیکھے
تم نے خوابوں نے پرستاں تو سجائے ہوں گے
میں نے ماحول کے شب رنگ پھریرے دیکھے
تم نے اک تار کی جھنکار تو سن لی ہو گی
میں نے گیتوں میں اداسی کے بسیرے دیکھے
مرے غم خوار، مرے دوست تمھیں کیا معلوم!
زندگی موت کی مانند گزاری میں نے(۵)

بقول ڈاکٹر سلیم اختر:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

"بے شمار فنکار نفسیاتی "کیسی" ہیں اور وہ اپنے اعصابی خلل سے ہوتا ہے۔ جہاں تک ہمارے کلچر میں اور اعصابی خلل سے اذیت بھی اٹھاتے رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس کا فن بھی اسے متاثر ہوتا ہے جہاں تک ہمارے کلچر میں فن اور اعصابی خلل کی باہمی مسابقت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں لاینل ٹرلنگ کا یہ قول بہت معنی خیز ہے کہ ادب اور تحلیل نفسی دونوں حقیقت اور حصول مسرت کے اصول میں کشمکش سے عہدہ بر آ ہوتے ہیں اور میری دانت میں تو ایک مرحلہ ایسا آجاتا ہے جہاں ان دونوں اصولوں کا ٹکراؤ ہو جاتا ہے اور اسی مرحلہ پر فن جنم لیتا ہے یا لے سکتا ہے۔"(٦)

قتیل کی شاعری کو نفسیات کی چھلنی سے گزارنے کے دوران محقق کو اس بات کا بخوبی اندازا ہو جاتا ہے کہ جب بھی ان کے یہاں محبوب کا ذکر آتا ہے تو ہمیں قتیل ایک ستائے ہوئے عاشق کی صورت میں ملتے ہیں۔ جس سے ہم یہ اندازا آسانی سے لگا سکتے ہیں کہ محبت کے جذبے نے صرف قتیل شاعری کو دوام بخشا ہے۔ اس کے علاوہ قتیل نے بہت کم ہی محبوب کی قربت اور محبوب کی طرف سے ملنے والی مسرت بہت کم بیان کیا ہے اپنی شاعری میں۔

ے وہ مکاں، جس کے دریچے مدتوں سے بند ہیں
کچھ دنوں سے چھپا رہا ہے میرے احساسات پر
زندگی کی دھڑکنیں آلودہ تاثیر ہیں
وقت کے ماتھے پہ اک اُجلی چمک پیدا ہوئی
تیرہ، تاریک راہوں میں ستارے بجھ گئے
ان اجالوں میں اندھیرے لائق تعزید ہیں
زندگی نے دو قدم پیچھے کو پلٹا کھا لیا
پھر وہی پیماں، وہی سہمی ہوئی سرگوشیاں(٧)

اسی نظم کے چند مزید اشعار دیکھیے:

ے بھول سکتے ہیں کبھی؟ اُن کو بھلا سکتی ہوں میں؟
اُف وہ آنکھیں، دو دیے جلتے ہوئے فانوس ہیں
میں نے دیکھی تھی انہی آنکھوں میں تاروں کی چمک
ایک مسلسل کیف، اک پیہم مسرت کی نمود(٨)

بقول ڈاکٹر سلیم اختر:

"تحلیل نفسی کا نظریہ اپنی تمام نذاعی حیثیت کے باوجود عہد ساز اور عہد آفرین نظر قرار دیا جاسکتا ہے۔ لاشعور جسے فن کار، شعرا اور صوفی کسی نہ کسی طور سے محسوس کرتے تھے۔ فرائڈ کی تعلیمات میں پہلی مرتبہ ایک ایسی قوت کے روپ میں ظاہر ہوا جو بظاہر "لا" پر استوار نظر آتی ہے لیکن درحقیقت انسانی شخصیت کی صحت مندی اور تخلیقی قوتوں کی اساس ہے مدتوں تک نفسیات فلسفہ کے ایک ذیلی شعبہ کی حیثیت اختیار کئے رہی۔"(٩)

یہ انسانی فطرت ہے کہ دوسروں سے ملنے والی اذیتوں اور تکالیف (خاص طور سے ان لوگوں سے جنہیں انسان دل وجان سے بڑھ کر عزیز رکھتا ہو) کا اظہار کسی نہ کسی طریقے سے کرتا ہے، لیکن ایک فن کار ایک ادیب / شاعر کو تو پروردگار نے ہنر سے نوازا ہوتا ہے کہ جو اپنے دکھوں اور تکالیف فن کا جامہ پہنچا کر معاشرے کے سامنے لے آئے۔ یہاں پر قتیل شفائی کے کرب کو دیکھ کر کچھ ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔

ے میں نے چاہا تھا اُسے روح کی راحت کے لیے
آج وہ جان کا آزار بنی بیٹھی ہے
میری آنکھوں نے جسے پھول سے نازک سمجھا
اب وہ چلتی ہوئی تلوار بنی بیٹھی ہے
ہم سفر بن کے جسے ناز تھا ہم راہی پر
اس کی معصومیت دل پہ بھروسہ تھا مجھے
عزم سیتا کی قسم، عصمت مریم کی قسم(۱۰)

اسی نظم کے چند ایک اشعار مزید ملاحظہ کریں:

ے میں اسے لے کے بہت دور نکل جاوں گا
وہ مری راہ میں دیوار بنی بیٹھی ہے
زندگی بھر کی پرشش اسے منظور نہیں
وہ تو لمحوں کی پرستار بنی بیٹھی ہے(۱۱)

محبوب سنگدل ہو، بے وفا ہو، لاپرواہو، لیکن عاشق عارضی طور پر ان کے ڈھائے ہوئے مظالم کا یہ چارا تو کر لیتا ہے لیکن مستقل طور پر کبھی بھی ایک عاشق اپنے معشوق سے منہ نہیں موڑ سکتا بلکہ تنہائی کے لمحات میں ہمیشہ ان کی یاد دل پہ چھائی رہتی ہے خواہ، وہ اچھی یادیں ہوں یا تکلیف دہ اور یہی حالت عام عاشقوں کی طرح قتیل کی بھی نظر آتی ہے۔

ے محبتوں کی عبادت کا دور ختم ہوا
مسرتوں کے ہیولے جھپک کے تھم سے گئے
ہوس کا روپ کچھ ایسا خلا میں لہرایا
جوانیوں کے بگولے بدن میں جم سے گئے
وہ حسرتیں وہ اُمنگیں، خیال، خواب ہوئیں
نظر اُٹھی تو ہم اُن سے گئے، وہ ہم سے گئے
دلوں کے گرم تقاضے غبار بن کے اُڑے
وفائیں ہانپ گئیں زر نواز راہوں میں(۱۲)

اسی نظم کے مزید چند اشعار دیکھیے جو کسی کرب انگیز چیخ سے کم معلوم نہیں ہوتے۔

ے مری اداس جوانی کے خواب زاروں نے
بدل بدل کے بنائیں ہزار تدبیریں
کبھی حسین اُجالوں سے تیرگی پھوٹی
کبھی اُجاڑ اندھیروں نے دی ہیں تنویریں
اسی کشاکش بیہم و درجہ کی حدت سے
پگھل گئیں مرے خوابوں کی نرم زنجیریں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

مرا غرور بس اک چاند تھا سو وہ بھی گیا
پرائے گھر میں گئی چاندنی سے کیا لینا؟
مری حیات کبھی مجھ پہ ناز کرتی تھی
اب اس ہلکی ہوتی زندگی سے کیا لینا؟
تیرے نشاط کا سامان تجھے مبارک ہو!
مجھے شباب کی اس دل لگی سے کیا لینا؟(۱۳)

انہی کیفیات کی تناظر میں تحلیل نفسیات کے حوالے سے ڈاکٹر محمد اجمل نے ایک قول قلم بند کیا ہے:

"اطمینان کا دروازہ بہت تنگ ہے اور کوئی شخص بھی روحانی اذیت سے گزرے بغیر اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔"(۱۴)

انسانی فطرت بھی عجیب ہے رہتی دنیا میں ان کے رویے مختلف انداز سے تبدیل ہوتے ہیں اور وقت ہوتا ہے کہ کچھ قریبی رشتیں اور دوست آپ پر جان دیتے ہیں لیکن بعض اوقات وہی دوست وہی رشتے آپ کی دل آزاری کا باعث بنتے ہیں ایسی ہی کچھ ملے جلے کیفیات کا عکس پیش کرتی ان کی ایک نظم ملاحظہ ہو جس میں انہوں نے اپنے دوستوں سے گلے شکوے کئے ہیں۔

میں زندگی کی ہر اِک سانس کو ٹٹول چکی
میں لاکھ بار محبت کے بھید کھول چکی
میں اپنے آپ کو تنہائیوں میں تول چکی
میں جلوتوں میں ستاروں کے بول بول چکی
گلہ کوئی بھی نہ مانا

وفا کے دام بچھائے گئے قرینے سے
مگر کسی نے بھی روکا نہ مجھ کو جینے سے
کسی نے جام خیرائے ہیں میرے سینے سے
کسی نے عطر نچوڑا مرے پسینے سے
کسی کو غیر نہ جانا

رہی نہ سانس میں خوشبو تو بھاگ پھوٹ گئے
کیا شباب تو اپنے پرائے چھوٹ گئے
کوئی تو چھوڑ گئے، کوئی مجھ کو لوٹ گئے
محل گرے سو گرے، جھونپڑے بھی ٹوٹ گئے
رہا نہ کوئی ٹھکانا! (۱۵)

قتیل کا شمار ان ترقی پسند رومانوی شعرا میں ہوتا ہے جنہوں نے اس تحریک کو دوام بخشا۔

بقول احمد جمل:

"قتیل ملنسار ہیں، خود دار ہیں مغرور نہیں، سب سے بنا کر رکھتے ہیں۔ انہیں دوستی کے اچھے تجربے ہیں وہ اصولوں کے پکے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ہندوستان اور پاکستان کے ادب پر جب کمیونزم کا گہرا اثر تھا (اور آج بھی ہے) بہت سے شاعر اور ادیب اعتقادات کی وجہ سے کمیونزم کے قائل تھے اور بہت سے وقت کا فائدہ اٹھانے کے لیے لہو لگا کے "سرخوں" میں نام کرنا چاہتے تھے، لیکن قتیل کی انفرادیت دیکھیے۔ وہ ان سب سے الگ کھڑے ہیں۔"(١٦)

ے

میں نے دیکھا ہے کہ افلاس کے صحراؤں میں
قافلے عظمت احساس کے رُک جاتے ہیں
بیکسی گرم نگاہوں کو جھلس دیتی ہے
دل کسی شعلہ زرتاب سے چھِنک جاتے ہیں
جن اصولوں سے عبارت ہے محبت کی اساس
ان اصولوں کو بیان توڑ دیا جاتا ہے
اپنی سہی ہوئی منزل کے تحفظ کے لیے
رہ گزاروں میں دھواں چھوڑ دیا جاتا ہے

آج افلاس نے کھائی ہے زرو وسیم سے مات
اس میں لیکن تر جلوؤں کا کوئی روش نہیں
یہ تغیر اسی ماحول کا پروردہ ہے
اپنی بے رنگ تباہی کا جسے ہوش نہیں

رہگزاروں کے دھند کے تو ذرا چھٹ جائیں
اپنے تلووں سے یہ کانٹے بھی نکل جائیں گے
آج اور کل کی مسافت کو ذرا طے کرلیں!
وقت کے ساتھ ارادے بھی بدل جائیں گے(١٧)

وطن سے محبت کے اظہار میں قتیل کی کچھ نظمیں ایسی سامنے آئی ہے جس میں محبوب اور وطن دونوں سے محبت کی جھلک نظر آتی ہے۔ لکھی جانے والی قتیل کی ایک اور نظم کے چند اشعار دیکھیے:

ے

کہاں ہو وادی سر بن کی سرد سرد ہواؤ
جھلس رہی ہے جوانی، تم اپنے پاس بلاؤ
کہاں وہ نغمہ صحرا، کہاں یہ شورش پیہم
کہاں وہ روح کی تسکین، کہاں یہ جسم کے گھاؤ
میں جن سے عظمت الفت کا عہد کرکے چلا تھا
وہ خلوتیں مجھے اک بار پھر سے یاد دلاؤ
میں تم دور بہت دور رو رہا ہوں ابھی تک

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

میں اپنے آپ سے بھڑا ہوں مجھ کو ڈھونڈے آؤ
سسک رہا ہے چناروں کے اس طرف مرا ماضی
وہ آ رہی ہیں صدائیں: بچاؤ، کوئی بچاؤ(۱۸)

وطن سے محبت کے حوالے سے اگر قتیل ایک حب وطن شہری کے طور پر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ان کی شاعری میں ہم ایک ذمہ دار شہری کا عکس بھی دیکھتے ہیں جو معاشرے کو بیدار کرنا جانتے ہیں اور امن وشانتی کا درس دینا جانتے ہیں۔

ے
دنیا بھر کے انسانوں کا یہی ہے کہنا
سب کا حق ہے امن اور حسن سے زندہ رہنا
پاس نہ آنے دو نفرت کے طوفان کو
پیار کی ضرورت ہے سب انسانوں کو
پیار کی سٹی سے پیدا مہکار تو ہوگی
صدیوں کی سوئی دنیا بیدار تو ہوگی(۱۹)

قتیل کی شاعری میں جہاں نفسیاتی لحاظ سے ہر رنگ پایا جاتا ہے۔ وہاں ہمیں احساس برتری کا بھی احساس ملتا ہے اور یہی انسانی فطرت ہے کہ جنہیں چاہا اور سراہا جائے۔ عزت، قدر ومنزلت ملے شہرت کے بام عروج پر پہنچے۔ تو یہ احساس اس کے یہاں نمایاں ہونا لازمی ہے۔ دیکھا جائے تو یہ ہر فنکار، ہر ادیب وشاعر کے یہاں نظر آتا ہے۔ اسی طرح قتیل یہاں بھی اس کی جھلک موجود ہے۔

ے
کر رہی تھی دعویٰ پیغمبری
کل رات میری شاعری
سہا سہا ساد دکھائی دے رہا تھا آدمی
معجزہ سرزدا بھی ہونے نہ پایا تھا کوئی
ٹکڑے ٹکڑے ہوئے کے مجھ پر آگرا پونم کا چاند(۲۰)

قتیل کی نظمیں ان کی زندگی میں شامل تمام رنگوں سے مذئین ہیں۔ نفسیاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ کہنا مشکل نہیں کہ باقی شعرا کی طرح قتیل نے بھی تحلیل نفسیات کے ذریعے زندگی کے حسین وبدترین واقعات کو تخلیقات کے جامے سجا کر دنیا میں نام کمایا ہے۔

حوالہ جات

1. قتیل شفائی، رنگ خوشبو، روشنی (کلیات نظمیں)، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز، 2009، ص13
2. ایضاً، ص15
3. سلیم اختر، ڈاکٹر، تخلیق اور لاشعوری محرکات، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 2009، ص44
4. قتیل شفائی، رنگ خوشبو، روشنی (کلیات نظمیں)، ص270
5. سلیم اختر، ڈاکٹر، تخلیق اور لاشعوری محرکات، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، 2009، ص44
6. قتیل شفائی، رنگ خوشبو، روشنی (کلیات نظمیں)، ص33
7. ایضاً، ص34
8. سلیم اختر، ڈاکٹر، تخلیق اور لاشعوری، ص33

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

9. قتیل شفائی، رنگ خوشبو، روشنی (کلیات نظمیں)، ص28
10. ایضاً، ص34
11. ایضاً، 33
12. ایضاً، ص29
13. محمد اجمل، ڈاکٹر، تحلیل نفسیات، لاہور، اردو بازار بیکن بکس، 2000، ص16
14. قتیل شفائی، رنگ خوشبو، روشنی (کلیات نظمیں)، ص298
15. ایضاً، ص57
16. محمد اجمل، ڈاکٹر، تحلیل نفسیات، لاہور، اردو بازار بیکن بکس، 2000، ص32
17. قتیل شفائی، رنگ خوشبو، روشنی (کلیات نظمیں)، ص298
18. ایضاً، ص299
19. ایضاً، ص58
20. ایضاً، ص299